علامہ سید سلیمان ندوی — ایک عظیم مبصرِ قرآن

—— ڈاکٹر غلام محمد

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی کی مؤرخانہ دھاک اور ادیبانہ ساکھ، اُن کی متکلمانہ، محدثانہ اور سب سے بڑھ کر قرآنی بصیرت کا حجاب اکبر بن گئی، لامحالہ عام علماء کے اسی ظاہری اور ثانوی پہلو کی داد و تحسین ہوتی رہی، علامہ کو گلہ رہا کہ ع از درونِ من نہ جست اسرارِ من

فرمایا کرتے تھے کہ "تاریخ تو ہمارے دسترخوان کی چٹنی ہے، ہمارے ہاں اصل غذا تو قرآن پاک ہی کی فراہم کی جاتی ہے، ہمارے استاد علامہ شبلی نعمانی نے تقاضائے وقت کو پہچان کر تاریخ کی آڑ میں مسلمانوں تک اسلام کی صحیح تعلیمات پہنچانے کا ارادہ فرمایا تھا" — واقعی بات بھی یہی ہے کہ جو لٹریچر علامہ شبلی اور علامہ سلیمان نے چھوڑا ہے اس سے علامہ ندوی کے اس قول کی کھلی تصدیقات حاصل ہوتی ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس پہلو سے شاگرد کا ترکہ استاد کے ورثہ سے کہیں زیادہ گرانقدر، معتبر اور مستند ہے، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ، نے بھی لکھا ہے کہ "سید صاحب اپنے علم و تحقیق اور وسعت مطالعہ میں اپنے استاد و مربی مولانا شبلی مرحوم سے بہت آگے بڑھ گئے تھے"[1] ہو سکتا ہے کہ یہ فرق وسعت علمی اور دقتِ نظر کے ساتھ ساتھ شاکلہ اور مزاج کے فرق کی وجہ سے بھی پیدا ہو گیا ہو، حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ جب ہمارے حضرت علامہؒ کی تصنیفات سے

---

[1] پرانے چراغ جلد اول ۔ "مولانا سید سلیمان ندویؒ"

متعارف ہوئے تو حضرت ممدوح کا یہ بلیغ جملہ اہل علم میں مشہور و مقبول ہو گیا تھا کہ:

''شبلی و سلیمان میں وہی نسبت ہے جو ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم میں ہے''

آج یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ تحقیقات علمی، خصوصاً حکمت قرآنی میں جو اعتبار اور رتبہ استاد علامہ سید سلیمان ندوی رحؒ کے رشحات قلم کو حاصل ہے اور بیک وقت دیوبند، فرنگی محل اور عالم استشراق میں اسکی ساکھ قائم ہے، وہ علامہ شبلی کے حصہ میں نہ آسکی، محدث جلیل مولانا محمد یوسف بنوری رحؒ نے اپنے عظیم المرتبت استاد حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''عقیدۃ الاسلام'' کا ایک نسخہ جو انکی ملک میں تھا، راقم الحروف کو دکھایا تھا، اس میں سات آٹھ مقامات پر عربی زبان میں علامہ کشمیری کے قلمی حواشی اس مفہوم کے ثبت ہیں کہ ''صاحب ارض القرآن نے اس مقام پر تحقیق ختم فرمادی ہے'' - اسی طرح حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گرانقدر تفسیری حواشی میں کئی جگہ ارض القرآن سے جو استناد فرمایا ہے، وہ ہر کوئی دیکھ سکتا ہے — خیر یہ تو ایک ارض القرآن کی بات آگئی، ''عربوں کی جہاز رانی'' اور ''عرب و ہند کے تعلقات'' تو بظاہر ٹھیٹھ جغرافیائی اور تاریخی کتابیں ہیں جو علامہ کی قلمی یادگار ہیں، مگر ان کتابوں کو بھی پڑھیئے تو ان کے اندر تاریخ و جغرافیہ سے زیادہ قرآن پاک ہی کا تعارف (INTRODUCTION) ملے گا اور پڑھنے والے میں قرآن سے رشد و ہدایت حاصل کرنے ہی کا ذہنی رجحان نشو و نما پائے گا — رہی ''سیرت النبیؐ'' تو اس کے متعلق حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحؒ جیسے وسیع النظر عبقری عالم فرمایا کرتے تھے کہ ''سیرت النبیؐ'' تو در اصل انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ہے اور اس میں [illegible] علمی کمالات کھپا دیئے ہیں [illegible] [illegible] کہ سیرت کو انسائیکلوپیڈیا بنانے والی [illegible] سید سلیمان کے قلم کی یادگار ہیں اور

ان میں حکمتِ قرآنی کے جوہر خاص طور پر اہل نظر کے لئے جاذب توجہ ہیں ۔ جولائی ۱۹۶۱ء میں راقم الحروف دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں حاضر تھا تو فاضل حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی نے مجھ سے فرمایا "میرے روابط تو ہندوستان اور بیرون ہند سارے ہی مکاتیب خیال کے علماء سے ہیں، مگر میں نے قرآن میں حضرت سید صاحبؒ سے زیادہ غامض نظر کوئی نہیں پایا"

پھر اپنے قلم سے یہی شہادت ان الفاظ میں پیش فرمائے ہیں کہ :

"۔ ۔ ۔ ۔ میں نے ہندوستان و بیرون ہند کی سیاحت اور ممالک اسلامیہ سے قریبی واقفیت کے سلسلہ میں ۔ ۔ ۔ مولانا سید سلیمان ندوی جیسا جامع فنون اور متنوع الذوق نہیں دیکھا" [۱]

اعتراف کمال فرماتے ہوئے آگے صراحت فرماتے ہیں :۔

"عام طور پر لوگ سید صاحب کو مورخ یا ادیب کی حیثیت سے جانتے ہیں خصوصاً علماء کے قدیم حلقہ میں ان کا تعارف اسی سلسلہ سے ہے لیکن مجھے سید صاحب کی علمی صحبتوں اور ذاتی استفادہ سے معلوم ہوا کہ ان کا امتیازی مضمون قرآن مجید اور علم کلام ہے، میں نے معاصر علماء میں کسی شخص کا مطالعہ قرآن مجید اور علوم قرآن کا اتنا وسیع اور گہرا نہیں پایا" [۲]

یہی اعتراف مولانا محمد اویس نگرامی رحمۃ اللہ علیہ (سابق شیخ التفسیر ندوۃ العلماء) کو رہا جو حضرت علامہ کے قرآنی علوم کے وارث تھے، مولانا فرمایا کرتے تھے اور راقم ناچیز نے بھی دس سالہ تعلق میں یہی دیکھا کہ حضرت علامہ کی عام بات چیت حتیٰ کہ مزاح تک قرآنی اشارات و نکات سے مملو رہتا تھا، نمونہ کے لئے مولانا نگرامی کی ایک روایت پیش ہے۔ مولانا نے اپنے استاد عالی مقام سے عرض کیا کہ کمپنی نے ریڈیو سیٹ کے لئے ایک غلاف تیار کیا ہے اور اس پر کوئی آیت کاڑھنا چاہتی ہیں، حضرت علامہ نے جھٹ سے فرمایا۔ أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (فصلت) یعنی ہمیں اسی خدا نے گویائی دی جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا ہے ــــ آپ نے لطافت شاید محسوس نہ کی ہو یہ قول ہوگا قیامت کے دن انسان کا نہیں بلکہ اسکے جسم کی بے زبان کھال کا اور

---

[۱] و [۲] بحوالہ سابق ۔ صفحات ۵۷، ۵۸

کھال کے بول پڑنے پر خود جسم و زبان والے پوچھیں گے کہ تم بے زبانوں کو آج کس نے گویا کر دیا ہے تو وہ جلدیں کہیں گی کہ اسی خدا نے جس نے سب کو گویائی بخشی — سبحان اللہ کیا استحسان ہے اور کیا موزونیتِ انتخاب،

یہ چند تصدیقات ان حضرات کے لئے پیش کی گئیں جو حضرت علامہ سے شخصی طور پر یا ان کی تصنیفات کے غائر مطالعہ کے ذریعہ ان سے متعارف نہیں ورنہ جو عظیم الشان علمی ورثہ وہ اُمّت محمدیہ کے حوالے کر گئے ہیں - وہ ہر تحسین و تصدیق غیر سے بے نیاز ہے

طمع فاتحہ از غیر نداریم نیاز — عشقم اندر پس من فاتحہ خوانم باقی ست

حضرت علامہ خالص علمی و تحقیقی مزاج اور متین و متوازن طبیعت کے مالک تھے، پھر اس پر نورِ باطنی مستزاد تھا جس سے کلام الٰہی کے اسرار کھلتے ہیں - علامہ نے اپنی علمی تحقیقات کی جواں عمری میں یہ خواب دیکھا تھا کہ وہ ایک کنویں کے کنارے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے پانی سینچ رہے ہیں یہ ابن عباس کون ہیں ؟ جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا دی تھی - اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْقُرْاٰن (اے اللہ اس کو قرآن کا علم عطا فرما) حضرت علامہ کا اُن کے ساتھ کھڑے پانی سینچنا کھلی بشارت ہے کہ انہیں قرآنی علوم و حکم سے خاص مناسبت بخش دی گئی اور ان کے ہاتھوں یہ معارف وقف عام ہوں گے -

ع یہ رُتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

اس ضروری تمہید کے بعد اب حضرت علامہ کی تصانیف سے یہ ہیچمیرز ہیچمدان حکمتِ سلیمانی کے چند نظائر پیش کرتا ہے اس سے اندازہ ہو گا کہ قرآنی عقدے کیسے کھلتے ہیں اور ایک متجسّس ذہن کو کیسا سکون و سرور میسر آتا ہے -

(۱) نامتناہی اجر اور خُلقِ محمدی میں ربط

سورۂ قلم کی ابتدائی آیتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے "خلقِ عظیم" کا جہاں ذکر ہے وہاں دو قرآنی جواہر پارے یہ ملتے ہیں

(۱) وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ (۲) وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

یعنی اے محمدؐ (۱) آپ کا اجر کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے اور (۲) تحقیق کہ آپ اعلیٰ اخلاق پر فائز ہیں — یہاں الجھن یہ پیش آتی ہے کہ نامتناہی اجر اور خلقِ محمدیؐ کا

کا معنوی ربط کیا ہے؟ سنئے اپنی بے نظیر کتاب ''خطبات مدراس'' کے چھٹے خطبہ ''عملیت'' میں حضرت علامہ اسکی گرہ کشائی فرماتے ہیں :

'' یہ دونوں فقرے گو نحو میں معطوف و معطوف علیہ ہیں لیکن درحقیقت اپنے اشارۃ النص اور ترکیب کلام کے لحاظ سے علت و معلول ہیں یعنی دعوے اور دلیل ہیں، پہلے ٹکڑے میں آپ کے اجر کے نہ ختم ہونے کا دعوے ہے اور دوسرے ٹکڑے میں آپکے عمل اور اخلاق کو دلیل میں پیش کیا گیا ہے یعنی آپ کے اعمال اور آپ کے اخلاق خود دلیل ہیں کہ آپ کے اجر کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا ''

(۲) اہل جنّت کا صبح و شام کا رزق کیا ہے؟

سورۂ مریم میں ایک جگہ جنتیوں کو صبح و شام رزق ملنے کا ذکر ہے وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا — یہ رزق کیا ہوگا؟ اس کی حقیقت کو حضرت علامہ نے سیرت النبی جلد چہارم میں ''جنت مقام تسبیح و تہلیل'' کے زیر عنوان بے نقاب فرمایا ہے :

'' اس صبح و شام کی روزی سے مقصود کیا جنت کے الوانِ نعمت ہیں؟ اگر ایسا ہوتا تو صبح و شام کی کیا تخصیص تھی، وہ تو ہر وقت سامنے ہونگے میرا گمان یہ ہے کہ اس روزی سے خدا کی تسبیح و تہلیل کی روحانی روزی اور ربانی غذا مراد ہے اور حدیث کے ان لفظوں کو اسی کی تفسیر جانتا ہوں، صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے جنت کی نعمتوں کے سلسلہ میں فرمایا: يُسَبِّحُونَ اللهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا (صفة الجنة) وہ صبح و شام اللہ کی تسبیح و تہلیل کریں گے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا ''اہل جنت کو ان کی تسبیح و تہلیل کا الہام ہو گا جیسے کہ [illegible] '' اور شاید قرآن پاک کی اس [illegible] [illegible]

(۳) بہ مشکل قدرت پر روزہ کی فرضیت ساقط

سورۂ بقرہ کی مشہور آیت ہے

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۔ یہاں "یطیقون" کے لفظ کا عام طور پر مفہوم یہ سمجھا گیا ہے کہ جب روزہ رکھنے کی سکت ہی باقی نہ رہے تو روزہ کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے اور اس کی تلافی ایک مسکین کو دو وقت کھانا کھلا کر کی جا سکتی ہے ۔ حضرت علامہ نے یہ عقدہ کشائی فرمائی کہ یہاں طاقت اور سکت کے بالکل ہی زائل ہو جانے کا ذکر نہیں بلکہ محض بہ دقت روزہ رکھنے کی صورت میں رخصت حاصل ہے ، دقیقہ رسی ملاحظہ ہو ۔

"لفظ اِطَاقَة کے معنی میں بعض صاحبوں کو یہ شبہ ہوا ہے کہ اسکے معنی توانائی، وسعت اور قدرت کے ہیں، بہ مشکل قدرت اور طاقت رکھنے کے نہیں ۔ مگر یہ صحیح نہیں ۔ اِطَاقَة طاقۃ کے باب افعال سے مصدر ہے، اس کا ثلاثی مصدر کم استعمال میں آتا ہے اور طاقۃ کے لغوی معنی لسان العرب اور تاج العروس وغیرہ میں یہ لکھے ہیں ۔

والطوق الطاقۃ ای	طوق کے معنی طاقت کے ہیں ۔
اقصی غایتہ وھو اسم	یعنی قوت کی انتہائی غایت اور
لمقدار ما یمکن ان	وہ اس مقدار کا نام ہے جس
یفعلہ بمشقۃ منہ	کو کوئی مشقت کے ساتھ کر سکے ۔

حضرت ابن عباسؓ غالباً یہی معنی قرار دیکر حاملہ، مرضعہ اور بوڑھے کو فرضیت سے مستثنیٰ سمجھتے تھے (ابوداؤد ۔ کتاب الصوم ۔ باب من قال ھی مثبتۃ للشیخ والحبلیٰ) یہ تفسیر کا جواہر پارہ سیرت النبیؐ جلد پنجم میں روزہ کے زیر عنوان [illegible] آکر مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ [illegible] حضرت علامہ [illegible] کے [illegible]

[illegible]

(۴) قرآن میں ختم نبوت کا مفہوم

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ قرآن پاک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کا لقب عطا کیا گیا ہے، زمانۂ حاضر کے بعض مدعیوں نے لفظ خاتم کی وہ تعبیر اختیار کی جس سے لفظی طور پر تو یہ لقب محمد عربی (فداہ ابی وامی) صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے ساتھ خاص رہے باقی نبوت کا دروازہ کھلا کا کھلا رہ جائے اور ہر بیباک و گستاخ حریم نبوت میں بار پا سکے، اس کے جواب میں علمائے حق نے دفتر کے دفتر تیار کر دیئے ہیں اور قرآن، حدیث اور آثار سے مدعیان نبوت کے رد میں مسکت جوابات دیئے ہیں۔ اس ذخیرہ کا بڑا حصہ راقم ہیچمدان کی نگاہ میں ہے [1]۔ اور اس علم و اطلاع کے ساتھ میں یہ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہوں کہ وہ قرآنی استدلال جو حضرت علامہ سید سلیمان نور اللہ مرقدہٗ نے ایک صفحہ میں پیش فرمایا ہے وہ بڑی بڑی کتابوں پر بھاری ہے اور طویل طویل کتابیں اس استدلال سے خالی ہیں — سیرۃ النبیؐ کی تیسری جلد میں خصائص نبوی کے زیر عنوان حضرت علامہ کی نرم و نازک انگلیوں سے کیا پر زور اور کامیاب علمی محاربہ آگیا ہے کہ کوئی مدعی اجرائے نبوت سر نہیں اٹھا سکتا، ملاحظہ ہو۔

"ختم کے لغوی معنی کسی چیز کو اس طرح بند کرنے کے ہیں کہ نہ اس کے اندر کی چیز باہر نکل سکے اور نہ باہر کی چیز اس کے اندر جا سکے" اسی سے اسکے دوسرے معنی کسی شئے کو بند کرکے اس پر مہر کرنے کے ہیں جو اس بات کی علامت ہے کہ اسکے اندر سے نہ کوئی چیز باہر نکلی ہے اور نہ کوئی باہر کی چیز اس کے اندر گئی ہے اور چونکہ یہ عمل مہر سب سے آخر میں کیا جاتا ہے اس کے معنی انتہا اور ختم کے بھی آتے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ تمام معنے مستعمل ہوتے ہیں مثلاً — اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ (یٰسٓ) آج قیامت کے دن

---

[1] اس سلسلے کی سب سے مبسوط تالیف مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی تین مجلدات ختم نبوت فی القرآن، ختم نبوت فی الحدیث، اور ختم نبوت فی الآثار ہے۔

ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے (یعنی بند کر دیں گے کہ بول نہ سکیں گے)
یہاں ختم کے معنی بند کر دینے کے بالکل ظاہر ہیں -
خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ (البقرہ) خدا نے (ان کافروں کے) دلوں پر مہر لگا دی ہے یعنی ان کے دلوں کے دروازے بند ہیں کہ باہر سے جو نصیحت اور ہدایت کی باتیں سنتے ہیں وہ ان کے دلوں کے اندر گھس نہیں سکتیں اور بے اثر رہتی ہیں -
وَخَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ (جاثیہ) اور خدا نے اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی (یعنی اس کے کان اور دل بند کر دیئے) کہ اس کے کان کے اندر دعوت رسول کی آواز اور اس کے دل کے اندر اس آواز کا اثر نہیں جاتا -
یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ (مطففین) (اہل جنت) پلائے جائیں گے وہ شراب جس پر مہر لگی ہوگی وہ سر مہر یعنی بند ہوگی جو اس بات کا ثبوت ہوگا کہ یہ خالص شراب ہے، یہ کھلی نہیں کہ اس کے اندر کی خوشبو باہر نکلی ہو اور نہ اسکے اندر باہر سے کوئی چیز کسی نے ملا دی ہے جس سے اسکی تیزی کم ہوگئی ہو
اس کے بعد یہ آیت ہے -
خِتٰمُهٗ مِسْكٌ - اسکی مہر مسک ہوگی — یا اس شراب کا آخر مسک ہوگا یعنی اسکے ہر گھونٹ کے بعد مشک کی بو اس میں سے نکلے گی یا یہ معنے کہ بوتل یا صراحی کا منہ نہایت صفائی اور نزاہت کی غرض سے دنیا کی طرح مٹی، لاکھ یا موم کے بجائے مشکِ خالص سے بند ہوگا -

"بہرحال ان تمام استعمالات سے بالیقین معلوم ہوگا کہ اس لفظ کے عمومی اور مشترک معنی کسی چیز کے بند کرنے کے ہیں - لفظ خاتم کی دو قرأتیں ہیں مشہور قرأت تو خَاتِم (بکسر تاء) کی ہے جسکے معنی ختم کرنے والے اور بند کرنے والے کے ہوتے اور دوسری قرأت خَاتَم (بفتح تاء) کی ہے جسکے معنی ہیں وہ شئے جس کے ذریعہ کوئی شئے بند کی جائے اور اس پر مہر لگائی جائے تاکہ وہ کھول نہ جا سکے اور نہ اس کے اندر کوئی چیز باہر سے جا سکے - الغرض دونوں حالتوں میں آیت پاک کا حاصلِ معنی ایک ہی ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود پیغمبروں کے سلسلے

کو بند کرنے والا اور ان پر مہر لگا دینے والا ہے کہ پھر آئندہ کوئی نیا شخص اس جماعت میں داخل نہ ہو سکے ۔"

(۵) زکات اور تملیک !

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ الخ

ہمارے اکثر فقہائے نے مدات زکواۃ والی آیت میں فی سبیل اللہ سے مراد صرف جہاد بالسیف لیا ہے ۔ اور للفقرا ر کے لام کو لام تملیک قرار دیا ہے ۔ حضرت علامہ کے نزدیک یہ تحدیدات درست نہیں ۔ ان کے نزدیک فی سبیل اللہ میں ہر دینی کام شامل ہو سکتا ہے اور للفقرآء کے لام کو لام انتفاع لیا جا سکتا ہے "سیرۃ النبی جلد پنجم میں اس مقام پر یہ بصیرت افروز حاشیہ سپرد قلم فرمایا ہے ۔

" اکثر فقہائے نے فی سبیل اللہ سے مراد صرف جہاد لیا ہے مگر یہ تحدید صحیح نہیں معلوم ہوتی ، ابھی آیت گزر چکی لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، اس سے بالاتفاق صرف جہاد نہیں بلکہ ہر نیکی اور دینی کام مراد ہے ۔ اکثر فقہاء نے یہ بھی کہا ہے کہ زکواۃ میں تملیک یعنی کسی شخص کو ذاتی ملک بنانا ضروری ہے انکا استدلال جو للفقرآء کے لام تملیک پر مبنی ہے ، بہت کچھ مشتبہ ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ لام انتفاع ہو جیسے خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۔"

علامہ کی اس تشریح کو قبول کر لیا جائے تو صرف زکواۃ کا دائرہ کتنا وسیع ہو جاتا اور دوسری طرف "حیلہ تملیک" کی صد درجہ مضحکہ خیز اور شرمناک گرم بازاری ختم ہو جائے

(۶) اظہار و غلبہ دین اسلام

قرآن پاک میں [illegible] تین مقاموں پر آیا ہے [illegible]

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (توبہ)

[illegible]

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوچکی یا اس کا ہونا باقی ہے؟ عام رائے تو یہی ہے کہ فتح مکہ کی صورت میں یہ پیشین گوئی ظاہر و ثابت ہوچکی، بعض یہ سمجھتے ہیں کہ نہیں ہر دور میں اظہار دینی اور غلبۂ ظاہری کی ذمہ داری اُس دور کے مسلمانوں پر عائد کی گئی ہے۔ حضرت علامہ نے سیرۃ النبی کی ناتمام جلد ہفتم میں اس آیت پاک کی تشریح میں جو نکتہ آفرینی کی ہے وہ اہل نظر کو خاص دعوتِ فکر فراہم کرتی ہے۔ غور فرمائیں۔ علامہ فرماتے ہیں:۔

"یہ پیشین گوئی دو دفعہ سورۂ فتح و سورۂ صف میں دُہرائی گئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ توبہ اور فتح والی پیشین گوئی کفار کے اور سورۂ صف والی اہل کتاب کے مقابلہ میں ہے۔ یہ پیشین گوئی ایک رنگ میں پوری ہوچکی اور ابھی اسکو دوسرے رنگ میں پورا ہونا ہے اور یہ مسلمانوں کی دلجمعی اور اطمینان کا باعث تو ہے۔ لیکن اسکے پورا ہونے کے لئے مسلمانوں پر سعی و کوشش بھی فرض ہے۔ بدر وغیرہ میں فتح کی پیشین گوئی کو مخبر صادق علیہ السلام کی طرف سے دی جاچکی تھی، تاہم مسلمانوں کو اس کے لئے بھی ویسی ہی کوشش کرنی پڑی جیسا کہ سورۂ فتح کی پیشین گوئی میں اسکی طرف اشارہ موجود ہے۔"

(۷) یہودیوں کی حکومت؟

مرض الموت میں سفیر شام، ان کے منیر ثقافتی اور دو ایک اور عرب حضرات علامہ کی خدمت میں حاضر ہوئے مزاج پرسی کے بعد سفیر صاحب نے عرض کیا کہ ایک علمی الجھن ہے جو کئی علماء سے حل نہ ہوسکی وہ یہ ہے کہ یہودیوں کے متعلق تو قرآن پاک میں یہ تصریح موجود ہے۔

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ۔ ڈے ماری گئی ان پر رسوائی اور فقیری۔

اور احادیث نبوی سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ کبھی یہ قوم دنیا میں باآبرو اور حکمران قوم نہیں رہے گی پھر آج فلسطین میں انکی حکومت کیسے قائم ہے؟

حضرت علامہ نے ایک لمحہ تامل کے بعد فرمایا کہ اس کا جواب تو قرآن پاک ہی میں خود موجود ہے ۔

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ	ماری گئی ان پر ذلت جہاں کہیں
أَيْنَمَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ	بھی پائے جائیں گے بجز اس کے
اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ	کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رسی تھام
	لیں یا الناس کی رسی ۔

اور اسکی تشریح میں فرمایا کہ حبل اللہ تو دین اسلام ہے اور حبل الناس سے مراد " ورلڈ پاور " یعنی عالمی طاقت ہے یعنی وہ دین میں داخل ہو جائیں یا کسی عالمی طاقت کا سہارا لے لیں تو البتہ ان کی ذلت دور ہو سکتی ہے ۔ چنانچہ دنیا جانتی ہے کہ اسرائیل کی حکومت محض انگریز و امریکہ کے بل بوتہ پر قائم ہے !

اس جواب سے سفیر شام تو خیر اچھل ہی پڑے تھے ، مگر جب یہ نکتہ راقم کے قلم سے نکل کر اہل علم کی نگاہوں میں آیا تو حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے فرمایا کہ چودھا صدی میں یہ بات پہلی بار حضرت علامہ پر کھلی ہے اور حضرت مولانا دریابادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسکی بڑی تحسین و آفرین فرمائی تھی کہ یہ سید صاحب ہی کا حصہ تھا ، یہ نکتہ پہلی بار سمجھ میں آیا ۔

سلیمانی بازارِ علم و حکمت میں سے پانچ ساتھ جواہر قرآنی یہاں اہلِ نظر کی نذر کیے گئے ہیں تاکہ ان کی آب و تاب کو دیکھ کر وہ خود اس بازار میں جا پہنچیں اور تزیین فکر و نظر کے اسباب مہیا کر سکیں ۔

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری